(۴۴)

# ہر قسم کے شرک اور بدعملی سے بچتے رہیں

(فرمودہ ۲۳۔اکتوبر ۱۹۱۴ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت کی :۔

وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْکُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ[1]

اس کے بعد فرمایا:۔

پچھلی آیات میں خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی کچھ صفات رذیلہ بیان فرمائی تھیں۔ان کی ایک اور صفت بیان فرماتا ہے کہ یہ لوگوں کو ایسی باتیں بتاتے ہیں جو کہ ان کی مذہبی کتاب میں نہیں پائی جاتیں۔ایک ایسی جماعت ہے جو کہ مسیح کو خدا کا بیٹا کہتی ہے، روح القدس کو خدا کا شریک ٹھہراتی ہے، اپنے انبیاء احبار اور رہبان کو خدا کی صفات میں شریک سمجھتی ہے۔حالانکہ ان کی کتاب میں یہ عہد لیا گیا تھا کہ ہم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں گے اور اس کو ایک خدا یقین کریں گے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے بنی اسرائیل سے یہ عہد لیا گیا تھا کہ خدا کے سوا کسی کی پرستش نہیں کریں گے لیکن باوجود اس کے انہوں نے نبیوں کی قبروں پر سجدے کرنے شروع کر دیئے۔اب یہی باتیں جو خدا تعالیٰ نے یہود وغیرہ کے متعلق بیان فرمائی تھیں مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں۔یہود سے تو صرف عہد ہی لیا گیا تھا کہ تم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا لیکن مسلمانوں

پر خداوند تعالیٰ نے اتنا فضل کیا تھا کہ اسلام کی بنیاد ہی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر رکھی تھی یعنی اس بات پر کہ خدا کے سوائے کوئی معبود نہیں کوئی چیز قابل پرستش نہیں ہو سکتی کسی چیز میں خدا کی صفات نہیں آسکتیں اور خدا اپنی صفات کو دوسروں میں تقسیم نہیں کرتا پھرتا۔ وہ قادر مطلق ہے وہ ہر ایک کام کو خود کر سکتا ہے اس کو کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے مگر باوجود اس کے کہ اسلام کی بنیاد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر تھی آج جس قدر شرک مسلمانوں میں پایا جاتا ہے اور قوموں کی نسبت بہت کم ہے۔

مسلمان قبروں پر ایسی صفائی اور بغیر کسی قسم کے حجاب کے سجدہ کرتے ہیں کہ خدا کے آگے سجدہ کرنے والوں میں اور ان میں ذرا بھی فرق نہیں رہ جاتا۔ مجھے اس بات پر سخت تعجب آیا کرتا تھا کیا کبھی کوئی مسلمان بھی قبر پر سجدہ کر سکتا ہے۔ میں باوجود متواتر شہادتوں اور کھلی باتوں کے اس بات پر یقین نہیں کیا کرتا تھا۔ لیکن ایک دفعہ جب ہم چند آدمی ہندوستان میں اسلامی مدارس دیکھنے کیلئے گئے تو لکھنؤ میں فرنگی محل کا مدرسہ دیکھ کر دل بہت خوش ہوا۔ اچھے لائق اور عالم استاد تھے۔ ہوشیار اور ذہین شاگرد معلوم ہوتے تھے اس مدرسہ کے دیکھنے کے بعد ہم دیگر مدارس کو دیکھ کر جب شام کو واپس مکان پر آرہے تھے تو ایک قبر کے سامنے جو آدمی پورا پورا سجدہ کر رہا تھا وہ فرنگی محل کے مدرسہ کے ایک مولوی صاحب تھے۔ مجھے اس کو دیکھ کر بہت تعجب ہوا کہ اس نے علم پڑھ کر اس کی کچھ بھی قدر نہ کی۔ قبروں پر سجدہ کرنا تو الگ رہا اپنی نفس پرستی، عیش و آرام پرستی، دنیا پرستی، رسم و رواج پرستی میں جس قدر شرک کیا جاتا ہے اسکی تو کوئی حد ہی نہیں۔ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں اس لئے شرک کا ذکر نہیں سنایا تھا کہ یہودی کیا کرتے تھے بلکہ اس لئے سنایا تھا کہ ایک دن ایسا ہی آنا ہے جب کہ تم نے بھی اس طرح کرنا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہود سے ہم نے یہ اقرار لیا تھا والدین کے ساتھ احسان کرنا۔ یہ بات اس زمانہ میں مسلمانوں میں سے بالکل مٹ گئی ہے۔ یہ تو ضروری سمجھا جاتا ہے کہ والدین اولاد سے نیک سلوک کریں، ان کی پرورش کریں، ان پر اپنا مال صرف کریں لیکن یہ ضروری نہیں سمجھا جاتا کہ اولاد بھی والدین پر احسان کرے اور ان کی خدمت بجا لائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ والدین کی خدمت کرنے کا عہد ہم نے یہود سے لیا تھا لیکن انہوں نے توڑ دیا۔ پھر یہ عہد لیا تھا کہ قریبیوں، یتیموں، اور مسکینوں کے ساتھ نیک سلوک کرنا۔ پھر تمام

دنیا میں جس قدر لوگ ہیں ان کو نیک باتیں کہنا۔ یہ کیا اچھی اور عمدہ تعلیم تھی۔ کوئی بوجھ نہ تھا کوئی عقل کے خلاف بات نہ تھی۔ لیکن آج مسلمانوں نے اسی صاف اور سیدھی تعلیم کو بگاڑ کر کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا۔ کوئی انسانی طاقت اور ہمت سے باہر کام نہ تھا۔ مگر باوجود ایسی اعلیٰ تعلیم اور اکمل تعلیم کے مسلمانوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ پھر حکم تھا کہ نماز پڑھو یعنی خدا کی عبادت کرو لیکن دیکھ لو کہ کئی کروڑ انسان مسلمان کہلاتے ہیں مگر ایسے بہت کم ہیں جو نماز پڑھتے ہیں۔ پھر حکم تھا کہ زکوٰۃ دو مگر بہت تھوڑے ہیں کہ اس کے پابند ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہود کی نسبت فرماتا ہے کہ وہ احکام کو سن کر پھر گئے اور ان پر عمل نہ کیا۔ اسی طرح اب مسلمانوں نے کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام سے اکثر پھر گئے ہیں اور ان احکام کو پیچھے چھوڑ کر بہت آگے نکل گئے ہیں۔

گندے سے گندا انسان بھی یہ کہنے میں ہرگز نہیں جھجکتا کہ میں متقی اور پرہیز گار ہوں لیکن عمل ایک ایسی چیز ہے جو کہ اصلیت کو ظاہر کر دیتی ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں منافقین کی نسبت فرماتا ہے کہ جب وہ باتیں کرتے ہیں تب تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دین سے ان کو بہت گہرا تعلق ہے لیکن جب ان کے عمل کو دیکھا جائے تو کچھ بھی نہیں ہوتا۔ تو کسی چیز کا کھرا اور کھوٹا ہونا اس کے عمل سے ظاہر ہوتا ہے۔ دنیا میں کوئی ایسا مذہب نہیں جس کے پیرو اس کو جھوٹا سمجھتے ہوں حتّٰی کہ وہ لوگ جو نہایت ہی بدترین مذہب رکھتے ہیں یعنی پاخانہ تک کھا لیتے ہیں اور عورت و مرد کی شرمگاہوں کی پرستش کرتے ہیں وہ بھی یہی دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارے مذہب جیسا کوئی اور مذہب پاک اور پوتّر نہیں ہے۔ تو اگر ایک مسلمان بھی اسی مذہب کے پیرو کی طرح صرف زبان سے کہتا کہ ہمارا مذہب سچا ہے اور اس بات کی اپنے عمل سے تصدیق نہیں کرتا۔ اور لوگوں کو اپنا عمدہ نمونہ نہیں دکھاتا تو اس میں اور ایک وام مارگی میں کچھ بھی فرق نہیں ہے۔ وہ بھی گند بدکاری اور طرح طرح کی پلیدیوں میں مبتلاء ہے اور یہ بھی۔ تو پھر اسلام کی خوبی کسی کو کیا معلوم ہو سکتی ہے۔ ہمیشہ وہی بات اعلیٰ اور عمدہ ہوتی ہے جو تجربہ سے اعلیٰ ثابت ہو۔ اگر ایک شخص اسلام کی صداقت کا مدعی ہے۔ اور وہ خود اس کی تعلیم پر عمل نہیں کرتا تو وہ بہ نسبت اس کے جس کے مذہب میں کوئی خوبی نہیں زیادہ مجرم ہے۔

اس وقت مسلمان ذی القربیٰ کو شریکہ یعنی دشمنی کا باعث سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جن کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا تھا ان سے دشمنی اور لڑائی جھگڑے کئے جاتے ہیں۔

یتیموں کے ساتھ نرمی اور ملاطفت کا حکم تھا لیکن ان کے مال و اموال بڑی دلیری سے کھائے جاتے ہیں۔ مسکینوں کی خبر گیری ان کا فرض تھا لیکن حقارت نفرت سے ان کو دیکھا جاتا ہے اور ان پر ظلم و ستم کیا جاتا ہے۔ تمام بنی نوع کو نیک باتیں کہنی ان کا فرض تھا۔ لیکن یہ آپس کے ہی دو آدمی جہاں اکٹھے ہوتے ہیں اتنا لڑتے ہیں کہ حیرت آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کی کوئی ایسی مشترکہ جماعت نہیں جو امن و امان سے کام کر رہی ہو۔ ہندو، عیسائیوں اور سکھوں کی آپس میں صلح ہو سکتی ہے اور وہ مل کر کام کرتے ہیں لیکن مسلمان کبھی مل کر کام نہیں کرتے جہاں اکٹھے ہوتے ہیں لڑائی جھگڑا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے ان کو بتا دیا تھا کہ ہم نے یہود کو یہ تعلیم دی تھی جو کہ اس سے پھر گئے یعنی تعلیم تو سچی تھی لیکن انہوں نے اس پر عمل نہ کیا پھر نماز اتنا بڑا فرض ہے اس کے تارک کو کافر کہا گیا لیکن اب بہت کم مسلمان ہیں جو پڑھتے ہیں۔ پھر زکوٰۃ کا اتنا بڑا حکم ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے نہ دینے والوں کو فاسق قرار دیا تھا اور ان سے بالکل کافروں جیسا سلوک کیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے کہا بھی تھا کہ یہ لوگ مسلمان ہیں ان سے کچھ تو رعایت کریں لیکن انہوں نے کچھ رعایت نہ کی ۲؎ اس وقت مسلمانوں میں سے دو فیصدی بھی ایسے نہیں جو کہ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اس وقت ان حالات کو جو قرآن شریف نے یہودیوں اور عیسائیوں کے متعلق بیان کئے ہیں پڑھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آج کل کے مسلمانوں کے حالات ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرماوے اور اپنی پناہ میں لے کر یہود صفت لوگوں سے علیحدہ رکھے اور اپنے فرمانبردار اور نیک بندوں میں داخل کر دے۔

(الفضل ۲۹۔ اکتوبر ۱۹۱۴ء)

---

۱؎ البقرۃ: ۸۴

۲؎ تاریخ الخلفاء للسیوطی حالات سیدنا ابوبکرؓ صفحہ ۵۵ مطبوعہ ۱۳۲۳ھ مطبع لکھنؤ۔